

کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے واپسی میں حضرت اسامہؓ کے انتظار کی خاطر دیر فرمائی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک چھٹی ناک والے سیاہ رنگ کے نوجوان (اسامہؓ) آپؐ پہنچے (تو آپؐ چل پڑے)۔ یمن کے لوگوں نے (جو اس موقع پر موجود تھے کراہت کا اظہار کرتے ہوئے) کہا: اچھا! ہمیں اس شخص کی خاطر روکا گیا (یعنی اس حقیر چھٹی ناک اور کالے رنگ والے نوجوان کے سبب جو کسی قدر وقت کا حامل نہیں ہے)۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے کہا کہ یمن والے اس حقیر آمیز جملے کی پاداش میں کافر ہو گئے۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن ہارون سے 'کافر ہو گئے' کا مطلب پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جو لوگ مرتد ہو گئے تھے، ان میں یمن کے وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے نبی اکرمؐ کے طرز عمل اور حضرت اسامہؓ کی شان میں یہ توہین آمیز جملہ زبان سے نکالا۔ اسی کا وبال ان پر مرتد ہو جانے کی شکل میں پڑا۔ (ابن سعد، ج ۴، ص ۴۴)

آج کل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدسؐ آپؐ کے فرامینِ اسلامی اقدار و روایات، دین اسلام اور اس کے احکامؐ داڑھی پر دھ، مچھڑی اور جہاد وغیرہ کی توہین ہو رہی ہے۔ اسلام پر عمل پیرا اور اسلامی نظام کے علم برداروں کی حقیر و تذلیل کی جا رہی ہے۔ ان پر 'دہشت گرد'، 'انٹہا پسند' وغیرہ کی پھبتیاں کسی جا رہی ہیں۔ توہین کے مرتکب ایسے لوگوں کو دنیا میں ذلت و رسوائی، بدنامی، قحط سالی، معاشی بدحالی، قتل و غارت گری، دہشت زدگی اور طرح طرح کی آسانی آفات و بلیات، طوفان باد و باران

زتلوں وغیرہ سے دوچار ہونے کے علاوہ دلوں کی سیاسی، کفر و شرک، گمراہی، الحاد و ارتداد جیسے وبالوں سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے جو دنیاوی وبالوں سے بڑا وبال ہے۔ اس لیے کہ یہ آخرت جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے، کی بربادی کا ذریعہ ہے اور انھیں دوزخ کا ایندھن بناتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی توہین آپ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے آواز اٹھانے والوں کی تحقیر کرنے والے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ جو نام نہاد مسلمان ان جرائم کا مرتکب ہوگا تو وہ نعت ایمان سے محروم ہو سکتا ہے۔ قرآن پاک بھی اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اونچا نہ کرو اور ان سے اس طرح کی اُدچی آواز میں بات نہ کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے اُدچی آواز میں بات کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں (اعمال میں ایمان بھی شامل ہے) اور تمہیں اس کا احساس تک نہ ہو (الحجرات ۲:۳۹)۔ ایمان والوں کے لیے اس میں تسلی بھی ہے کہ اگر وہ ناموس رسالت اور اسلامی شعائر کی توہین کرنے والوں سے انتقام نہ لے سکے تو کوئی بات نہیں وہ انتقام سے بچ نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ خود انتقام لے لیں گے۔



حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ابودرداءؓ کے پاس آیا اور کہا: آپ کا گھر جل گیا ہے۔ انھوں نے جواب میں فرمایا: میرا گھر نہیں جلا۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے بھی یہی بات کہی۔ جواب میں حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا: میرا مکان نہیں جلا۔ پھر تیسرا آدمی آیا اور اسی طرح کی بات کہی تو حضرت ابودرداءؓ نے جواب میں فرمایا: میرا گھر نہیں جلا۔ پھر چوتھا آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابودرداءؓ! آگ بھڑک اٹھی تھی اور آپ کے گھر کے قریب پہنچ گئی تھی کہ اس کے بعد بجھ گئی۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا: مجھے پتا تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے گھر کو نہیں جلانے گا۔ اس شخص نے کہا: اے ابودرداءؓ! ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ آپ کی دونوں باتیں میرا گھر نہیں جلا اور اللہ تعالیٰ نے میرے گھر کو نہیں جلا تا میں سے کون سی بات زیادہ عجیب ہے۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا: کچھ دعائیہ کلمات ہیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو آدمی صبح کو یہ کلمات پڑھے اسے شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، عَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ،

مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ، أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ، إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ، اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں، میں نے تجھ پر بھروسہ کیا، تو عرشِ کریم کا رب ہے۔ جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ نہیں ہے کوئی گردش اور قوت مگر اللہ بلند عظیم ذات کے ساتھ۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم کی بنیاد پر احاطہ کیا ہوا ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس اور ہر جان دار کے شر سے، تو اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے، میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔ (بیہقی اسماء و صفات، ص ۱۱۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ایسا یقین ہو جس طرح حضرت ابودرداء کو یقین تھا تو حضرت ابودرداء کی طرح اس یقین کا پھل بھی ملتا ہے۔ دعا اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد کر سکتے ہیں اور مدد کرتے بھی ہیں تب اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا کامیاب و کامران ہوتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں اپنا اثر دکھاتی ہیں اور وعدے پورے ہوتے ہیں لیکن اس صورت میں کہ اس کے تمام وعدے اور ہدایات پیش نظر رکھی جائیں۔ حضرت ابودرداء بھی انہی ہستیوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تمام ہدایات اور وعدوں کو پیش نظر رکھا، ان کو پورا کیا تب وہ یقین رکھتے تھے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا۔



حضرت ابی اسماءؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ یہ آیت فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ○ (پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ الزلزال ۹۹: ۷-۸) اتری۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم جتنی برائیاں کریں ان سب کو دیکھیں گے اور آخرت میں ان کی سزا پائیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں جو تکلیف وہ حالات تمہیں پیش

آئے ہیں، یہ ان برائیوں کی سزا ہے جن کا تم سے ارتکاب ہو جاتا ہے اور نیکیاں نیک لوگوں کے لیے آخرت کا ذخیرہ بن جاتی ہیں (وہ سب آخرت میں مل جائیں گی)۔ (کنز العمال، ج ۱ ص ۲۷۵)

اللہ تعالیٰ نیک لوگوں پر کتنے مہربان ہیں کہ ان کی نیکیاں آخرت کے لیے جمع ہو جاتی ہیں اور چھوٹی موٹی برائیوں کا حساب اسی دنیا میں تکالیف اور مصائب کی شکل میں بے باق ہو جاتا ہے۔ لہذا نیک لوگوں کو نیک کاموں میں فعال اور برائیوں سے اجتناب میں بیدار رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کو اپنا وظیفہ بنانا چاہیے۔



حضرت عبدالرحمن بن عائدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی طرف لشکر روانہ فرماتے تو اسے ہدایت فرماتے: لوگوں سے الفت و محبت کا رویہ اختیار کر کے ان کو اپنے ساتھ مانوس کر دو اور ان پر حملہ اس وقت تک نہ کرو جب تک اپنی دعوت ان کے سامنے پیش نہ کرو۔ زمین پر مٹی کے گھروں اور خیموں میں رہنے والوں کو تم مسلمان بنا کر میرے پاس لاؤ، یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ تم ان کے نوجوانوں کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنا کر لے آؤ۔ (کنز العمال، ج ۳ ص ۱۵۲)

اصل کام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مطیع فرمان بنانا، شیطان اور انسانوں کی غلامی سے آزاد کرنا ہے تاکہ انسان اپنے مالک کے شکر گزار بنیں اس کا حق ادا کریں جنت میں جائیں دوزخ کی آگ سے بچیں اور دنیا میں سکون و اطمینان کی زندگی بسر کریں۔ یہ انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا تقاضا ہے۔ دعوت کا کام خوش اخلاقی اور الفت و محبت کے ذریعے ہوتا ہے جو ہر دور میں جاری رہ سکتا ہے۔ ہر جگہ اور ہر ملک میں رہ کر کیا جاسکتا ہے۔ قتال مخصوص حالات میں اور شرائط پورا ہونے پر کیا جاتا ہے۔ جب تک قتال کے حالات پیدا نہ ہوں اس وقت تک قتال معطل ہوتا ہے۔ آج جہاد بالقرآن ساری دنیا میں ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے لیکن قتال صرف ان ممالک میں ان قوتوں کے خلاف ہے جنہوں نے اسلامی ممالک پر غاصبانہ قبضے کر لیے ہیں۔ اسے جہاد آزادی کہا جاتا ہے جو حصول آزادی تک جاری رہے گا۔ جہاد بالقرآن پر توجہ دینے اور اس کو وسیع کرنے کے لیے پوری صلاحیتوں اور وسائل کو بروئے کار لانا چاہیے۔ مسلمان ممالک میں سیکولر نظام کو ختم کرنا اور اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد بھی جہاد بالقرآن ہے۔ اس لیے ان ممالک میں اشتعال کے لیے تلوار اور نندوق اٹھانا جائز نہیں ہے۔